اخلاص اور ریاء

تحریر:۔ جناب محمد منشاء کاشف

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم فمن کان یرجوا القاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولایشرک بعبادۃ ربہ احدا (پ۱۶ رکوع ۳)

ترجمہ:۔ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

عبادت باخلاص نیت نکوست
وگرنہ چہ آیدز بے مغز پوست

محترم حضرات! انسان کے جملہ اعمال کا مدار اس کی نیت پر ہوتا ہے یعنی اگر عمل کو نیک اور صحیح نیت سے انجام دے گا۔ تو اس کا نتیجہ بہتر اور مفید پائے گا اور اگر عمل برے ارادے اور بری نیت پر مبنی ہو گا تو اس کا انجام خطرناک اور افسوس ناک ہو گا جیسی نیت ویسا انجام

بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ انما الاعمال بالنیات وانمالکل امرئ مانوی الخ یعنی خدا تعالی کے یہاں اعمال کا اعتبار نیتوں کے لحاظ سے ہے اور یقیناً انسان کو وہی ملتا ہے جو وہ نیت کرے۔

ظاہری اعمال کا کیا اعتبار
حسن نیت پر عمل کا ہے مدار

جو عمل مبنی براخلاص ہوتا ہے یعنی اس عمل سے مقصود اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ حکم الہی کی تعمیل ہو اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو وہ عمل بڑے اجر و ثواب کا موجب بنتا ہے اس لئے قرآن پاک اور احادیث میں اخلاص نیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "وما امروا الا لیعبدُ اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا

الصلوۃ ویوتوا الزکوۃ وذلک دین القیمۃ (البینۃ ۳۰پ)

ترجمہ:۔ اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں ایک رخ ہو کر خالص اس کی اطاعت کی نیت سے (ادیان باطلہ شرکیہ سے) یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوۃ دیا کریں اور یہ ہے دین لوگوں قائم رہنے والوں کا۔

مذکورہ آیت میں بھی یہی حکم ہے کہ رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو اور جسمانی اور مالی عبادت کا ذکر فرما کر اسی کو دین قیم کہا ہے یعنی نماز زکوۃ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ان عبادات میں خدا کے سوا کسی اور کو شریک کرنا ہی شرک ہے۔ اخلاص نیت جس قدر زیادہ ہو گا اجر و ثواب اس قدر افزوں ہو گا۔ اخلاص چھوٹے سے عمل کو نتیجے کے اعتبار سے بڑا بنا دیتا ہے۔

خلوص نیت کے اعمال کی مثال:۔

(۱) قرآن مجید میں ہے۔

ومثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات اللہ وتثبیتا من انفسھم کمثل جنتہ بربوۃ اصابھا وابل فاتت اکلھا ضعفین فان لم یصبھا وابل فطل واللہ بما تعملون بصیر (سورۃ بقرہ ۲۶۵)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کی مثال جو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اپنے نفسوں کو ایثار و انفاق اور راہ خدا میں قربانی کا خوگر بنانے کے لئے اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جس کی مثال ایک باغ کی جو بلندی پر ہو اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دوگنا پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اس کو کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں۔

(۲) ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ نے مثال بیان فرما کر اپنے بندوں کو اخلاص نیت کی ترغیب دلائی ہے۔

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبتہ انبتت سبع

سنابل فی کل سنبلتہ مائتہ حبتہ واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع علیم O۔ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لایتبعون ماانفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربہم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورۃ البقرہ ۲۶۱۔ ۲۶۲)

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے سات بالیں اگیں اور ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو اسپر احسان جتلاتے ہیں اور نہ برتاؤ سے اس کو آزار پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو ان کے اعمال کا ثواب ملے گا۔ ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ یہ مغموم ہوں گے۔

ریاکاری کرنے والوں کی مثال:۔

یایھا الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا لایقدرون علی شئ مما کسبوا واللہ لایھدی القوم الکفرین (البقرہ آیت ۲۶۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے محض لوگوں کو دکھانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی آ گئی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جائے جو اس کو بالکل صاف کردے تو ایسے ریاکار لوگ اپنی کمائی کا کچھ بھی پھل نہ لے سکیں گے اور ان منکر لوگوں کو اللہ اپنی ہدایت اور اس کے میٹھے پھل سے محروم ہی رکھے گا۔

مذکورہ بالا آیات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نے یکساں طور پر اپنا مال غریبوں

مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ کیا مگر چونکہ ایک کی نیت محض دکھاوے کی تھی اس لئے لوگوں کے دیکھ لینے یا زیادہ سے زیادہ ان کی وقتی داد و تحسین کے سوا اس کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ اس کی غرض اس انفاق سے اس کے سوا کچھ اور تھی ہی نہیں۔ لیکن دوسرے نے چونکہ اس ایثار و انفاق سے صرف اللہ کی رضامندی اور اس کا فضل و کرم چاہا تھا اس لئے اللہ نے اس کو اس کی نیت کے مطابق پھل دیا۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم (۲/ ۳۱۷ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ہاں مقبولیت کا معیار کسی کی شکل وصورت یا اس کی دولت مندی نہیں ہے بلکہ دل کی درستی اور نیک کرداری ہے وہ کسی بندے کے لئے رضا اور رحمت کا فیصلہ اس کی شکل وصورت یا اس کی دولت مندی کی بنیاد پر نہیں کرتا بلکہ اس کے دل یعنی اسکی نیت کے صحیح رخ اور اس کی نیک کرداری کی بنیاد پر کرتا ہے بلکہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں بجائے مذکورہ بالا الفاظ کے یہ الفاظ ہیں۔

ان اللہ لاینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم (جمع الفوائد جلد دوم ۱۶۰) اللہ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ارشاد قربانی کرنے والے لوگوں کے لئے فرمایا۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم (سورۃ الحج)

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اللہ کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

اخلاص نیت کا نمونہ:۔

حدیث شریف میں ہے۔ لا تسبوا اصحابی فلو ان احد کم انفق مثل احد ذھبا مابلغ مد احدھم و لا نصیفہ۔

یعنی میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم بعد کے آنے والے لوگوں میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے گا تو میرے صحابی کے ایک مد (تقریباً سیر بھر) بلکہ اس کے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچے گا۔

صحابہ کرامؓ کے نصف مد کے خیرات کرنے پر اس قدر زیادہ اجر کی وجہ ہماری سمجھ میں یہی آتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے قلوب کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء اور دوسری آلائشوں سے مانجھ کر صاف کر دیا تھا اور وہ جو بھی کام کرتے تھے غایت درجہ اخلاص کے ساتھ کرتے ان کی عبادتیں اور اطاعتیں خالص خدا تعالیٰ کے لئے ہوتی تھیں ان کا مطمع نظر اور زندگی کا نصب العین ابتغاء رضوان اللہ ہی تھا "یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا" ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی۔

وہ ریاءو نمود اور خواہش نفس وغیرہ سے اپنے اعمال کو ہرگز آلودہ نہیں ہونے دیتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک دشمن سے مقابلہ ہوا آپ نے گرایا اور اسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ اس کافر نے آپ کے منہ پر تھوک دیا آپ فوراً اس کے سینے پر سے اتر گئے اور اسے چھوڑ دیا دشمن کو حیرت ہوئی اور پوچھا کہ آپ مجھ پر غالب آگئے تھے اور قتل کے ارادے سے میرے سینہ پر بیٹھ گئے تھے لیکن جب میں نے آپ کے منہ پر تھوک دیا آپ نے مجھے چھوڑ دیا حالانکہ میری اس حرکت سے آپ کو اور زیادہ غصہ آنا چاہئے تھا اس چھوڑنے اور نہ قتل کرنے کی آخر کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا تیرے تھوکنے سے پہلے ہی تجھے محض اللہ کے لئے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن جب تو نے تھوکا تو مجھے غصہ آیا اور

نفس نے چاہا کہ اسے جلدی ہلاک کر دیا جائے تو چونکہ میری نیت میں خواہش نفس کی آمیزش ہو گئی تھی اس لئے میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔

تو غور فرمائیں کہ صحابہ کرامؓ اپنے اعمال کو ریاء اور خواہشات سے پاک رکھنے کے معاملہ میں کس حد تک محتاط تھے غرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بھی کام کرتے خالص اللہ ہی کے لئے کرتے وہ ایسے ہر فعل سے اجتناب کرتے جو خلوص نیت پر مبنی نہ ہوتا یہی وجہ ہے کہ ان کی چھوٹی نیکی اور بظاہر معمولی اور آسان عمل بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث بن جاتا تھا بہرحال اخلاص جس قدر زیادہ ہو گا نتیجہ اتنا ہی اچھا ہو گا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

؎ ان کی تھوڑی سی اطاعت حشر میں کام آگئی

اور حق تو یہ ہے کہ اخلاص ایمان کی پختگی اور سچائی کا نتیجہ ہے کہ جب انسان ذات واحد کا ہو چکا تو کسی دوسری طرف میلان اس کے ایمانی دعوے کی تکذیب کے مترادف ہے اسی لئے ہر اس خواہش کی پیروی جو اس کی رضا کے لئے نہ ہو معبود باطل کی پیروی قرار دی گئی قرآن میں ارشاد ہے ارء یت من اتخذ الٰھہ ھواہ (فرقان)۔

کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔

اسی وجہ سے اخلاص کی متقابل صفت ریاء کو ایمان کے جھوٹے دعویداروں کی طرف منسوب کیا گیا ہے جیسے کہ آیت ذیل سے مستفاد ہوتا ہے۔

ریاءکاری منافق کی علامت ہے:۔

ان المنٰفقین یخٰدعون اللہ وھو خادعھم واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء آیت نمبر۱۴۲)

ترجمہ:۔ بے شک منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان کو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

منافق کی نماز بھی دکھلاوا ہوتا ہے:۔

فو یل للمصلین ○ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○۔ الذین ھم یراء ون○۔ ویمنعون الماعون (سورہ الماعون)

ترجمہ:۔ پس ویل ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو نماز سے غفلت کرتے ہیں (یعنی ترک کردیتے ہیں یا نماز کو بے وقت پڑھتے ہیں) وہ ایسے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں تو ریاکاری کرتے ہیں اور عام استعمال کی چیزوں سے روکتے ہیں۔

ویل جہنم کے ایک گڑھے کا نام ہے اور جب الحزن کا لفظ حدیث میں ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعوذوا باللہ من جب الحزن قالوا یا رسول اللہ و ماجب الحزن قال واد فی جھنم یتعوذمنہ جھنم کل یوم اربع مائتہ مرۃ قیل یا رسول اللہ و من یدخلھا قال القراء المراؤن باعمالھم (رواہ الترمذی)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ جب الحزن غم کے کنویں یا غم کے خندق سے پناہ مانگا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا حضرت حب الحزن کیا چیز ہے آپ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی یا خندق ہے جسکا حال اتنا برا ہے خود جہنم ہر دن میں چار سو مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں کون لوگ جائیں گے؟

آپ نے فرمایا وہ بڑے عبادت گزار یا وہ زیادہ قرآن پڑھنے والے جو دوسروں کو دکھانے کے لئے اچھے اعمال کرتے ہیں۔

جہنم کے اس خندق جب الحزن میں ڈالے جانے والوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے القرآء کا لفظ بولا ہے ہے اس کے معنی زیادہ عبادت کرنے والے کے بھی ہو سکتے ہیں اور قرآن کے علم اور قرآن پڑھنے میں خصوصیت اور امتیاز رکھنے والے کے بھی ہو سکتے ہیں۔

پس حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے اس خاص کنویں یا خندق میں وہ لوگ جھونکے جائیں گے جو بظاہر اعلیٰ درجہ کے دیندار علم قرآن کے سرمایہ دار اور بڑے عبادت

گزار ہوں گے لیکن حقیقت میں اور باطن کے لحاظ سے ان کی یہ ساری دینداری اور عبادت گزاری ریاکارانہ ہوگی۔

منافق کا ٹھکانہ جہنم ہے:۔

ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا (نساء آیت ۱۴۵)

ترجمہ:۔ بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے اور تو ان کا ہرگز کوئی مدد گار نہ پاؤیگا۔

اس کے برعکس جن لوگوں نے تائب ہو کر خلوص نیت سے اپنے دین میں نئی جان ڈالی ہوگی وہ مومنین کے ساتھ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے کہ عمل صالح کی قبولیت کی شرط اول اخلاص نیت ہے۔ چنانچہ اسی آیت سے اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

الا الذین تابوا و اصلحوا و اعتصموا باالله و اخلصوا دینھم لله فاولئک مع المومنین و سوف یؤت الله المؤمنین اجرا عظیما (النساء آیت ۱۴۶)

ترجمہ:۔ لیکن جو لوگ توبہ کریں اور اصلاح کریں اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا کریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور مومنین کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

جو کوئی ریاکاری کو اخلاص سے بدل دے تو وہ خالص مسلمان ہے دنیا میں ایمان والوں کے ساتھ ہوں گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے دین عمل کو خالص کرلو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

جیسا کہ ارشاد اللہ کا ارشاد ہے۔ وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوة و یوتوا الزکوة و ذلک دین القیمه (سورۃ البینہ)

اجر عظیم کا حقدار کون ہے:۔

و من یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نو تیہ اجرا عظیما (النساء)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی یہ تمام کام خدا کی خوشنودی کے لئے کرے گا۔ تو ہم اس کو بڑا اجر دیں گے۔ جو مسلمان خدا کی رضا کے لئے عمل کرے گا۔ وہ ہی خدا تعالیٰ سے نعمتوں اور اجر عظیم کا حقدار ہو گا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

ان المتقین فی جنّٰت و نہر ० فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ० (سورۃ القمر)

بے شک پرہیز گار باغوں اور نہروں میں سچائی کی نشست گاہ میں اس بادشاہ کے حضور جسکا سب پر قبضہ ہے ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ اخلاص نیت عمل کے لئے روح کا درجہ رکھتی ہے۔ جو عمل خالی از اخلاص ہو تا ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا خدا کے ہاں اس کی کوئی وقعت نہیں جو عمل خلوص نیت سے ہو تا ہے اس کے کرنے والوں کو خدا کے ہاں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اور خوشی سے ان کے چہرے دمک اٹھتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ (سورۃ قیامہ) کتنے چہرے اس دن ترو تازہ اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

رضا الٰہی کی تمنا کرنا:۔

و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد (البقرہ) بعض ایسے ہیں جو اپنی جان کو خدا کی خوشنودی چاہنے کے لئے بیچتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے

جان دیگر بھی اگر رضائے محبوب حاصل ہو جائے تو نفع کا سودا ہے بادہ الست کا ایک سرشار خبیبؓ اسی حقیقت سے آشنا اپنی جان عزیز آستانہ حبیب پر ان پر کیف نغموں کے شور

میں پیش کر دیتا ہے۔

ولست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای شق کان للہ مصرعی

ترجمہ:۔ اور مجھے پرواہ نہیں جب میں مسلمان قتل کیا جاؤں کہ اللہ کے لئے کون سے پہلو پر میرا قتل ہو کر گرنا ہوتا ہے

وذالک فی ذات الالہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

ترجمہ:۔ یہ مرنا تو خدا کے لئے ہے اگر وہ چاہئے تو ان کٹے ہوئے جوڑوں پر برکت نازل کر سکتا ہے۔

اخلاص اور رضائے الٰہی کی طلب ہی اعمال میں وزن پیدا کرتی ہے ورنہ اعمال کا ڈھانچہ اخلاص کے بغیر بالکل کھوکھلا ہے جس کی اللہ کے ہاں کچھ بھی وقعت نہیں بلکہ وہ حسرت و یاس کا سبب ہے یہ وجہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بغیر اخلاص کے کثیر عمل سے بہتر ہے۔

اخلاص کی برکت اور تاثیر و طاقت:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تین آدمی کہیں چلے جا رہے تھے کہ انکو بارش نے آلیا اور وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے پہاڑ سے غار کے منہ پر ایک پتھر کی چٹان آپڑی اور غاز کو بند کر دیا تینوں میں سے ایک نے دوسروں سے کہا اپنے ان نیک عملوں پر نظر ڈالو جو خاص طور پر خدا کے لئے ہوں اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس پتھر یا اس مصیبت کو دور کر دے ایک نے ان میں سے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے میں بکریاں وغیرہ چرایا کرتا تھا کہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں جب شام ہو جاتی تو میں گھر آتا دودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دور لے گئے یعنی شام ہو گئی جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے ماں باپ

دونوں سو گئے ہیں میں نے حسب معمول دودھ دوہا پھر دودھ کا برتن لیکر ماں باپ کے ہاں پہنچا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا مجھ کو ان کو جگانا بھی برا معلوم ہوا اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں بچے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے اور میں دودھ لئے کھڑا تھا صبح تک یہی کیفیت رہی یعنی دودھ لئے کھڑا رہا اور بچے روتے رہے اور ماں باپ پڑے سوتے رہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کو راستے سے ہٹادے اور ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ پتھر تھوڑا سا کھسکا کہ جس سے آسمان نظر آنے لگا اور دوسرے شخص نے کہا اے اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس سے انتہائی محبت رکھتا تھا ایسی محبت جیسی کسی مرد کو کسی عورت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ہو سکتی ہے۔ میں نے اس سے جماع کی خواہش ظاہر کی اس نے کہا کہ جب تک سو اشرفی نہ دو گے ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے کوشش شروع کی اور سو اشرفیاں جمع کر لیں اور ان کو لے کر میں اسکے پاس پہنچا پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھنے لگا (یعنی جماع کے لئے) تو اسنے کہا کہ اے خدا کے بندے خدا سے ڈر۔ اور مہر کو نہ توڑ میں خدا کے خوف سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ یعنی اس سے جماع نہیں کیا) اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے تھا تو اس پتھر کو ہٹادے اور ہمارے لئے راستہ کھول دے خداوند تعالیٰ نے پتھر کو تھوڑا سا اور ہٹادیا۔

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ میں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا اور ایک فرق (پیمانہ) چاول کے معاوضہ پر۔ جب وہ شخص اپنا کام ختم کر چکا تو کہا میری مزدوری مجھ کو دیجئے۔ پس اس کی مزدوری دینے لگا تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر اپنے حق کو لینے کے لئے نہ آیا۔ تو میں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کر دی۔ اور ہمیشہ کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے پھر مدت کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہا خدا سے ڈر اور مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق میرے حوالہ کر میں نے کہا کہ ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جاؤ کہ وہ تیرا حق ہے اس نے کہا بندے

خدا سے ڈرا اور مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا یہ سب تیرے ہیں چنانچہ اس نے ان سب کو جمع کیا اور لیکر چلا گیا اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی اور رضامندی کے لئے تھا تو اس پتھر کو بالکل ہٹا دے چنانچہ خداوند نے پتھر کو ہٹا دیا اور راستہ کھول دیا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

کسی نے خوب کہا کہ

انسان کو لازم ہے رہے دور ریا سے
یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جن تین صاحبوں کا قصہ فرمایا ہے بظاہر یہ کسی اگلے پیغمبر کے امتی تھے حضور ﷺ نے اپنی امت کی سبق آموزی کے لئے اس قصہ کو بیان فرمایا۔ اور اس عمل کی خصوصیات بیان فرما کر ان کی مصیبت کو دور کر دیا گیا۔ اسی طرح آج بھی خلوص نیت کے ساتھ عمل کر کے اپنی دعا میں بطور وسیلہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو پیش کیا جا سکتا ہے۔